https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com/

فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ
امیر جمعیت اہل حدیث سندھ

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ (ﷺ) وبعد!

میرا روحانی فرزند ذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ مجھے، اپنے دیگر اساتذہ، تمام شاگردوں، ساتھیوں، گھر والوں اور پوری جماعت کو سوگوار چھوڑ کر اپنی آخری منزل کو روانہ ہوگیا۔

3 جنوری 2018ء کا دن جمعیت اہل حدیث کی تاریخ میں رنج والم سے بھرپور ایک ناقابل فراموش دن شمار ہوگا۔ آج سے جماعت، المعہد السلفی کی اور مجلہ دعوت اہل حدیث کے قارئین کی محرومی اور یتیمی کے تکلیف دہ سفر کا آغاز ہوگیا معلوم نہیں یہ زخم کب اور کیسے مندمل ہوگا

ماكان قيس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدما

یعنی (ذوالفقار طاہر) کی موت، ایک فرد کی موت نہیں، بلکہ جماعت کی بنیادیں ڈھا دینے والی ایک تلخ حقیقت ہے۔

کسی عزیز کی موت پر جتنے بھی آنسو بہائے جائیں، ضائع ہی ہوجاتے ہیں، قدرت کا فیصلہ اٹل ہے، جانے والے لوٹ کر نہیں آسکتے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ اپنے طلاب کے حلقہ میں تشریف فرما تھے انہیں ایک مکتوب موصول ہوا، جسے کھول کر پڑھا، گردن جھک گئی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں بہہ نکلیں، عظیم محدث عبدالبر بن عبدالرحمن الدارمی رحمہ اللہ کی موت کی اطلاع تھی، زبان پر بے ساختہ یہ شعر آگئے:

عزاء فما يصنع الجازع ودمع الأسى أبدا ضائع
بكى الناس من قبل أحبابهم فهل منهم أحد راجع

عزیزوں کے بچھڑ جانے پر جزع فزع کرنے والا کیا کرسکتا ہے، اس پرملال گھڑی کے آنسو ضائع ہی جاتے ہیں، آج سے قبل بھی لوگ اپنے پیاروں کو روئے، مگر کیا کوئی بچھڑنے والا بھی لوٹ کر واپس آیا ہے؟

حضرات! ایک عالم کا بچھڑ جانا محض اس کی شخصیت، شکل وصورت یا دم ولحم کا فقدنہیں، بلکہ اس کے سینے میں محفوظ وموجزن میراث نبوت کا فقدان ہوتا ہے۔ امت صرف اس کی شخصیت سے محروم نہیں ہوتی، بلکہ اللہ رب العزت کی عطا کردہ اس کے حصہ کی میراثِ نبوت سے محروم ہوجاتی ہے، بلکہ بربادی کے دھانے پر جا پہنچتی ہے۔

حبر امت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قولہ تعالیٰ: [اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ] (الرعد: ۴۱) کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے:

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com/

خَرَابُهَا بِمَوْتِ فُقَهَائِهَا وَعُلَمَائِهَا وَأَهْلِ الْخَيْرِ مِنْهَا.
یعنی زمین کی ویرانی اور بربادی علماء اور فقہاء اور اہل خیر کی وفات سے ہوتی ہے ۔بقول شاعر

الارض تحيا اذا ما عاش عالمها
حتى يمت عالم منها يمت طرف

زمین اس وقت زندہ وشاداب رہتی ہے جب تک اس کا عالم زندہ رہے، جب عالم کا انتقال ہوجائے تو زمین کا ایک حصہ بھی ساتھ ہی مرجاتا ہے اور مرجھا جاتا ہے۔

زمین کی تمام تر شادابی علماء کے وجود سے ہے، اسی لئے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے علماء کی مجالس کو، زمین پر اللہ تعالیٰ کی جنتیں قرار دیا ہے، ان کی یہ بات نبی ﷺ کی اس حدیث سے ماخوذ ہو سکتی ہے: (اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا) یعنی: جب تمہارا جنت کے باغات کے پاس سے گذر ہو تو ضرور (اس باغ کے) پھل کھالیا کرو، جب صحابہ کرام نے ان باغات کی بابت دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: (حلق الذکر) یعنی: ذکر کے حلقے۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا سب سے ارفع واعلیٰ حلقہ وہ مجالس ہیں جن میں قرآن وحدیث کے احکام ومواعظ بیان کیے جائیں، ایسے حلقات یقیناً سامعین کے قلوب کی حیات ثابت ہوتے ہیں، نیز زمین کا ذرہ ذرہ مستفید ہوتا رہتا ہے، گویا زمین اور اہلِ زمین کی حیات علماء کے وجود کے ساتھ منسلک ہے، علماء کے چلے جانے سے زمین کا نور بھی ختم ہوجاتا ہے اور اہل زمین کے قلوب بھی بنجر ہونا شروع ہوجاتے ہیں، اسی لئے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس شہر سے ہجرت کرنا فرض قرار دیا ہے، جس میں کوئی عالم نہ ہو۔

مشہور تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے تو علماء کی موت کو امت کی ہلاکت قرار دیا ہے، جبکہ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے کسی عالم کی موت کو اسلام میں ایک ایسا رخنہ کہا ہے جو کبھی پُر نہ ہوسکے۔

شیخ ذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ کی اچانک رحلت، ایک ناقابل تلافی نقصان ہے، جماعت کے لئے، معہد کے لئے، طلبۃ العلم کے لئے اور ان عامۃ الناس کے لئے جو ان کے علمی دروس سے روحانی غذا حاصل کرتے تھے ۔وہ ایک انتہائی کامیاب مدرس تھے، فن تدریس سے سچا لگاؤ تھا، جس کتاب کی تدریس کی ذمہ داری انہیں سونپی جاتی، اس کا حق ادا کردیتے، طلبہ ان کی تدریس سے انتہائی مطمئن دکھائی دیتے۔

دراصل میں ہمیشہ اساتذہ کی میٹنگ میں اس نکتے پر بہت زور دیا کرتا تھا کہ آج کے دور میں سچے، مخلص اور حقیقی مدرسین کا قحط ہے، لہذا آپ سب نے ایک کامیاب مدرس کے طور پہ اپنے آپ کو منوانا ہے؛ کیونکہ تدریس ہی تاصیل ہے، یعنی ایک ذوالفقار علی طاہر اپنی تدریس کے ذریعے 100 ذوالفقار علی طاہر تیار کرسکتا ہے، میں اکثر مدرسین کے سامنے اپنی مثال پیش کرتا کہ مجھے تدریس کا انتہائی شوق تھا لیکن نہ معلوم کب اور کیسے مجھے عمومی دعوتی پروگراموں میں الجھا دیا گیا اور تدریس سے دور کردیا گیا، جس کا مجھے ہمیشہ رنج وملال رہتا ہے۔

اس نصیحت کو میرے احساسات کے مطابق سب سے زیادہ شیخ ذوالفقار علی طاہر نے سمجھا اور قبول کیا، وہ گمنام رہ کر ایک کامیاب مدرس بننا چاہتے تھے اور بڑی تیزی کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھے، ان کا اچانک ہم سے بچھڑ جانا، اللہ رب العزت کی تقدیر کا فیصلہ ہے، ہم پوری طرح راضی برضاء ہیں، لیکن اپنے اس دیرینہ رفیق اور روحانی فرزند کے فراق پر بہت ہی غمگین وحزین ہیں۔

ہم نے بہت سی اہم ذمہ داریاں انہیں سونپ رکھی تھیں، اب کوئی ایسی شخصیت دور دور تک دکھائی نہیں دے رہی جو ان کی جگہ سنبھال کر ان

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com/

ذمہ داریوں کا حق ادا کرسکے۔ فرحمه الله رحمة واسعة وتغمده برحمته ورضوانه وأدخله فسيح جنانه.

جس طرح ایک عالم کی زندگی بڑی شان وبان اور حفاوت وسعادت سے مالا مال ہوتی ہے، اسی طرح اس کی موت بھی انتہائی عالی شان ہوتی ہے، وہ علم کی صورت میں اپنے پیچھے صدقہ جاریہ کے انمول اور انمٹ خزانے چھوڑ جاتا ہے۔ جس میراث نبوت کو زندگی بھر لوگوں میں تقسیم کرتا رہتا ہے وہ ڈھیروں اجر کی صورت میں اس کی مغفرت اور درجات کی بلندی کا باعث بنتی رہتی ہے، یہ سلسلہ نہ تو رکتا ہے نہ تھمتا ہے، بلکہ روز افزوں بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور ممکن ہے قیامت تک قائم ودائم رہے۔

وہ جنازہ کتنا خوش نصیب ہوتا ہے جسے کندھا دینے والے اور آخری منزل تک پہنچانے والے علماء کرام اور طلبۃ العلم کے پاکیزہ ہاتھ ہوں ذوالفقار علی طاہر کا جنازہ اسی حقیقت کا پوری طرح عکاس تھا۔ جنازے کے موقع پر علماء اور بالخصوص ان کے طلاب کی سسکیاں اب تک کانوں میں گونج رہی ہیں، یہ وہ بے اختیار بہنے والے آنسو ہیں جنہیں دیکھ کر واقعی یقین کرنا پڑا کہ رسول اللہ ﷺ کے علوم ومعارف کا ایک حقیقی وارث ایک خلق کثیر کو یتیم چھوڑ کر اپنی آخری منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔ اللہ رب العزت ان کی اس آخری منزل کے تمام مراحل کو آسان فرمادے۔

سب سے نمایاں خوبی

شیخ ذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ کی میرے نزدیک سب سے نمایاں خوبی جمعیت اہل حدیث سندھ کے ساتھ وفاداری تھی، شیخ العرب والعجم علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے ساتھ نیز ان کے منہج کے ساتھ والہانہ محبت تھی فتنوں کے اس دور میں چند ٹکوں کی خیرات وصول کرکے بہت سے لوگوں نے اپنی وفاداریاں تبدیل کرلیں، شیخ العرب والعجم جیسی مخلص اور محسن شخصیت کو فراموش کردیا، جمعیت اہل حدیث سندھ کے منہج سے دوری اختیار کرکے ایک ایسے منہج سے منسلک ہوگئے جسے ان کے قلوب شاید کبھی قبول کرنے پر تیار نہ ہوں مگر دنیا کی لالچ کا ستیاناس ہو کہ چند بیکار اور کھوٹے سکوں کی خاطر ایک ایسے منہج کو بیچ دیا گیا جس کی ایک دنیا قدردان ہے اور دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتی ہے (يبيع دينه بعرض من الدنيا)

ذوالفقار علی طاہر استقامت کا پہاڑ تھے، ان کے پائے ثبات میں کبھی معمولی سی لغزش یا ادنیٰ سا ارتعاش پیدا نہ ہوا، جمعیت اہل حدیث سندھ کے ساتھ قلبی لگاؤ ان کی سیرت وسوانح کا ایک ایسا امتیازی نشان ہے کہ جس سے ہمارے دل ان کی محبت وعقیدت سے لبریز ہوگئے اور انہیں ایک قدآور شخصیت بنادیا، ان کی یہ خوبی لائق تحسین بھی ہے اور تمام طلاب واصحاب کے لئے قابل تقلید بھی۔ (والله المستعان)

شیخ ذوالفقار علی طاہر کے اچانک سانحہ ارتحال سے ہر حلقہ کسی نہ کسی طور محرومی کا شکار دکھائی دیتا ہے:

علماء کرام ایک انتہائی مخلص اور محبتیں نچھاور کرنے والے دوست سے محروم ہوگئے۔

طلبۃ العلم ایک انتہائی کہنہ مشق، تجربہ کار اور بے حد مشفق ومہربان شیخ سے محروم ہوگئے۔

عامۃ الناس ایک بلند پایہ خطیب اور درددل رکھنے والے عظیم داعی سے محروم ہوگئے۔

باذوق قارئین ان اداریوں اور مضمونوں سے محروم ہوگئے جو شیخ ذوالفقار رحمہ اللہ کے ایک جداگانہ اسلوب کا شاہکار ہوتے تھے، جنہوں نے مجلہ (دعوت اہل حدیث) کو چار چاند لگادیئے۔

یہ تمام پسماندگان مدت مدیدہ تک ان کی کمی محسوس کرتے رہیں گے اور شاید ایک عرصہ تک انہیں بھلانا ممکن نہ ہوگا۔

میں اپنی ذات کی حد تک بات کروں تو ان کے انتقال کے باعث کئی حوالوں سے اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتا ہوں، وہ میرے انتہائی مؤدب شاگرد تھے، ان کے رگ وریشہ میں میرا اکرام واحترام پیوست تھا، جو ہمیشہ ان کی قدر میں اضافے کا موجب بنتا، وہ میرے بہت ہی مخلص مشیر تھے

سندھ میں جنم لینے والے بعض مسائل کے حل میں ہمیشہ میری نمائندگی کرتے اور کامیاب فیصلے صادر کر کے واپس آتے .وہ فیصلے سب کے لیے قابل قبول ہوتے .ہمارے درمیان کچھ باتوں کے حوالے سے ایک مذاق کا تعلق بھی تھا.جس پر ہم دونوں بڑے محظوظ ہوتے اور دیر تک ہنسی یا مسکراہٹ کا تبادلہ ہوتا رہتا۔

ذوالفقار علی طاہر اور اللہ تعالیٰ کی محبت

شیخ ذوالفقار علی طاہر ایک عرصہ سے کچھ امراض کا شکار ہو چکے تھے .جو ہمارے لیے انتہائی تکلیف دہ تھے.لیکن ان کا کمال کا صبر کرنا یقیناً ان کے لئے گناہوں کی بخشش اور درجات کی بلندی کا باعث ہوگا.اس موضوع پر بے شمار احادیث موجود ہیں .بیماریوں میں مبتلا ہونا اور ان پر شرعی حدود وقیود کے مطابق صبر کرنا.اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے .جس سے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں اور یہ چیز بھی بندے کے مناقب کا حصہ بن جاتی ہے.رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:(یبتلی الرجل علی قدرِ دینہ) یعنی:بندہ اپنے دین کے بقدر آزمایا جاتا ہے.سو ان کی دائمی بیماریاں ایک طویل ابتلاء کی نشاندہی کرتی ہیں .جو ان کے دین کی شدت وصلابت اور اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبت کا مظہر اتم ہیں ۔فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ.

حضرات قارئین !ہم بحیثیت اہل حدیث ہونے کے اپنے فوت شدگان پر مستقل رونے دھونے نہیں بیٹھا کرتے .اس قسم کے حوادث پر صبر ورضا ہمارا منہج ہے .مرنے والوں کے محاسن ومناقب کے ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ پسماندگان انہیں اپنا کر جانے والے کی کمی پورا کرنے کی کوشش کریں .اس حوالے سے ہماری پہلی گزارش ان کی اہلیہ محترمہ سے ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اس طویل جدائی پر دامن صبر تھام لیں اور ان کی اولاد جوان کی زیر تربیت ہے کو ذوالفقار علی طاہر بنانے کی کوشش کریں .اپنی تمام تر توانائیاں اس ارفع واعلیٰ مقصد کی خاطر بروئے کار لاتے ہوئے ایک سچی محنت کا آغاز کر دیں .جماعت کی مکمل راہنمائی اور ہر قدم پر تعاون آپ کا ہم رکاب ہوگا.ان شاء اللہ تعالیٰ

ہماری دوسری گزارش شیخ ذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ کے بھائیوں سے ہے کہ وہ بھی اس پاکیزہ ہدف کے حصول کے لئے میدان میں اتریں اور ان کے بچوں کو خصوصی توجہ دیتے ہوئے انہیں ان کے والد مرحوم کے مشن پر گامزن کریں ۔واللہ ولی التوفیق

ہماری تیسری گزارش ذوالفقار طاہر کے بیٹوں سے ہے کہ وہ اپنے والد رحمہ اللہ کے مشن کی آبیاری کرتے ہوئے ان کے نام کو زندۂ جاوید بنادیں . اسی طرح ان کا حق خدمت ادا ہو سکے گا اور یہی چیز ان کے درجات کی رفعت میں ایک نمایاں کردار ادا کرے گی ۔(وفقکم اللہ لکل خیر)

ہماری چوتھی گزارش شیخ ذوالفقار طاہر کے طلاب سے ہے کہ وہ اپنے شیخ کی تابندہ ودرخشندہ روایات کے امین بنتے ہوئے محنت کا آغاز کر دیں . اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے آپ کو ان کا نعم البدل بنادے ۔(وماذلک علی اللہ بعزیز)

یہ تمام طلبۃ العلم یقیناً شیخ ذوالفقار علی طاہر کے لئے ایک بہترین صدقہ جاریہ ہیں .نیز ان کے تمام سامعین جو ان کے علم سے دن رات استفادہ کرتے رہتے تھے بھی ان کی قبر اور آخرت کا قیمتی اثاثہ ہیں .اپنے شیخ کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں نیز جماعت کے لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ جمعیت اہل حدیث سندھ کو اس صدمہ سے سنبھلنے کی توفیق عطا فرمادے .اور اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ ٹھکانہ عطا فرمادے ۔(اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ)

رحم اللہ امرأ قال آمینا

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com/